زندگی کی ترجیحات

قرآنی اور نبویؐ دعاؤں کے آئینے میں

پروفیسر خورشید احمد

دعا ایمان کی علامت' عبادت کا مغز' روح کی غذا' مومن کی پہچان اور اس کا شعار ہے' اور کارزار حیات میں یہی اس کا سب سے اہم اور موثر ہتھیار ہے۔ نیز دعا ہی وہ سب سے نمایاں مظہر ہے جو مومن اور کافر کو ایک دوسرے سے ممتاز اور ممیز کرتا ہے۔

اسلام اور کفر' ربانیت اور دنیا پرستی' اللہ کی بندگی اور نفس کی چاکری--- انسانی تاریخ کے دو تہذیبی دھارے ہیں۔ فرد ہو یا مجمع' گروہ ہو یا قوم' گھریلو زندگی ہو یا تہذیب و تمدن کی ریل پیل--- یہی دو نظریے ہیں جو انسانی زندگی میں کارفرما نظر آتے ہیں۔ کفر اور جاہلیت نام ہے خدا سے بے نیاز ہو کر محض دنیا اور دنیوی زندگی کو اصل اور منتہاے حیات ماننے اور انسان کے خود کفیل (self-sufficient) ہونے کی بنیاد پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کی نقشہ بندی کرنے کا' جب کہ کافرانہ نظام کا عنوان اور شکل کچھ بھی ہو' اور اس کا تعلق ماضی کے کسی دور کی جاہلیت سے ہو' یا اس نے دور جدید کی جاہلیت کا کوئی نیا روپ اور نیا تشخص اختیار کر لیا ہو----- کفر کی اصل حقیقت بس یہی رہی ہے کہ زندگی محض پیدایش اور موت کے درمیان کی کائنات سے عبارت ہے' نتیجتاً:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے

اس کے برعکس اسلام اور ربانیت کی راہ بالکل جدا ہے۔ اس کی بنیاد زمان و مکاں سے ماورا خالق کائنات کی ہستی پر ایمان ہے' اور اس کا مقصود رب کی بندگی اور اس کے ذریعے خدا کی بنائی ہوئی اس کائنات میں' اس کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق' ان مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد ہے جس کے لیے اس نے کائنات اور انسان کی تخلیق کی ہے۔ گویا مومن کا معاملہ یہ ہے کہ:

جہاں ہے تیرے لیے' تو نہیں جہاں کے لیے

اور یہی وجہ ہے کہ:

مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی پوری زندگی اعلیٰ مقاصد کی خدمت میں گزارتا ہے (اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ بے شک میری نماز اور میرے تمام مراسم عبودیت' میرا جینا اور میرا مرنا' سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ الانعام ۶:۱۶۲)۔ اس کے لیے پوری زندگی ایک امتحان اور آزمایش ہے (لِیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ ط تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمھاری آزمایش کرے۔ الانعام ۶:۱۶۵)۔ اور دنیا کی زندگی میں وہ حیات طیبہ اور آخرت میں حقیقی کامیابی اور جنت کا طالب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو بے شمار انعامات اپنے بندوں پر کیے ہیں ان میں کائنات کی بہترین بنیادوں پر تخلیق (اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ۝ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۝ جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا' جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔ الاعلیٰ ۸۷:۲-۳)' اور پھر خود انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کرنا ہے (لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ التین ۹۵:۴)۔ پھر خود اللہ نے مٹی کے بنے ہوئے اس بشر کو ہر طرح سے مکمل کیا' اس میں اپنی روح پھونکی' اور فرشتوں کو اس کے آگے سجدہ ریز کیا (فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝ ص ۳۸: ۷۲)' اور فرشتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "پھر جب میں اسے پوری طرح بنا دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جاؤ" (ص ۳۸: ۷۲)۔ گویا عالم بالا ہی میں اس کے سینے میں ربانیت کے اعتراف کی مہر لگا دی (وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ج اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ط قَالُوْا بَلٰی ج شَهِدْنَا ج اور انھیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا "کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں"؟ انھوں نے کہا "ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں' ہم اس پر گواہی ہیں"۔ الاعراف ۷: ۱۷۲)۔ پھر بنی آدم کو بزرگی دی اور انھیں خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی (وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ۝ بنی اسرائیل ۱۷:۷۰)۔ یوں اس نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا' اور اشیا کے علم سے نوازا (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط البقرہ ۲:۳۰' وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا۔ البقرہ ۲:۳۱)۔ پھر اسے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا' اور وہ علم دیا جسے وہ جانتا نہ تھا (الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝ العلق ۹۶:۴-۵)۔ سب سے بڑھ کر اسے اپنے انبیا کے ذریعے ہدایت سے نوازا (فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ البقرہ ۲: ۳۸)۔ اور اس ہدایت کی تکمیل اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کر دی۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ط وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ (الفتح ۴۸:۲۸) وہ اللہ ہی ہے جس

نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کردے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے..... مزید فرمایا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ ۵:۳) آج میں نے تمھارے دین کو تمھارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمھارے لیے اسلام کو تمھارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

ان ساری نعمتوں میں ایک منفرد نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خود اس سے مخاطب ہونے، اس سے مانگنے، اور اس سے مغفرت اور استقامت طلب کرنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر ان کی بشری لغزش کے بعد سب سے پہلی عنایت یہ فرمائی کہ انھیں مغفرت اور دعا کے الفاظ اور سلیقہ سکھایا (فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی، جس کو اس کے رب نے قبول کر لیا، کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ البقرہ ۲: ۳۷)۔ قرآن و سنت میں جہاں زندگی کے تمام معاملات کے بارے میں ہدایت ہے وہیں اس اہم ترین عمل --- دعا --- کے ہر پہلو کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ اور بلاشبہ دعا کے بے شمار پہلوؤں--- یعنی اس کے مقصد اور فلسفہ سے لے کر آداب، کیفیات اور اوقات تک--- پر اہل علم نے تفصیل سے گفتگو کی ہے اور شاید ہی کسی گوشے کو اوجھل رہنے دیا ہو۔ ہم ان اہل علم و نظر سے استفادہ کرتے ہوئے اس وقت دعا کے ایک ایسے پہلو پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں جس کی طرف اگر شعوری توجہ نہ ہو تو کثرت شوق یا بشری غفلت کی وجہ سے بہت سے اہل ایمان بھی صرف نظر کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔

دعا بندے اور اس کے رب کے درمیان پائے جانے والے رشتے کی بہترین ترجمان ہے۔ اس میں بندے اور رب کے درمیان مناجات اور راز و نیاز کی کیفیت دیکھی جا سکتی ہے اور جہاں یہ بندے کی قوت کا سرچشمہ اور آفات سماوی و ارضی کے مقابلے کے لیے اس کا سہارا ہے، وہیں اگر قرآن و سنت میں تعلیم کردہ دعاؤں پر ایک خاص پہلو سے غور کیا جائے تو دعاؤں کے اس مرقع میں اسلام کے تصور حیات اور اس نظام زندگی کے فریم ورک میں انسان کے لیے ترجیحات، مطلوبہ سیرت کے خدوخال، اور سعی و عمل کے اہداف کی ایک ایسی جامع اور حسین تصویر سامنے آتی ہے کہ انسان کا دل بے اختیار گواہی دیتا ہے کہ یہ بھی ہدایت ربانی کا ایک معجزہ ہے۔

دعا کا محرک بندے کا یہ احساس اور یقین ہے کہ وہ تنہا نہیں ہے۔ اس کا ایک خالق، آقا، اور رب ہے جس سے جڑ کر ہی وہ اپنا صحیح مقام حاصل کر سکتا ہے۔ یہ رب سے تعلق ہی ہے جو زندگی کو معنی سے معمور اور مقصد سے سرشار کرتا ہے ورنہ انسان ایک کٹی ہوئی پتنگ کی مانند ہے جس کا کوئی سہارا نہیں۔ دعا اللہ سے رشتہ استوار کرنے اور ہر لمحے اسے قائم کرنے کی ایک کوشش اور ذریعہ ہے۔ دعا کرنے والا بندہ ہر

وقت اپنے رب کے حضور میں حاضر رہتا ہے اور اس کی توفیق اور استعانت کے سہارے زندگی کے سارے مراحل طے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ سے یہ تعلق محض لفظی یا قانونی تعلق نہیں' یہ گہرا ذاتی ربط و تعلق ہے اور اس کے ذریعے بندہ اپنے معبود سے ایک ایسے رشتے سے جڑ جاتا ہے جو کسی لمحے کمزور نہیں ہو سکتا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دعاؤں سے اپنے رب سے اپنے تعلق کو استوار کیا ہے' وہ دراصل اللہ کے ہر بندے اور بندی کے لیے تزکیہ اور تربیت کا ایک کورس ہیں۔ ان پر تدبر کی نگاہ ڈال کر بندہ ان تمام بنیادوں کو سمجھ سکتا ہے جن پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے تعلق کو قائم ہونا چاہیے۔ اور انھی میں یہ تعلیم بھی ہے کہ بندے کی آرزوئیں اور خواہشات کیا ہونی چاہییں۔ جن باتوں کا رب سے مانگنے کا ہمیں درس دیا جا رہا ہے وہ دراصل ہماری آرزوؤں' خواہشات اور ترجیحات کی تعلیم و تہذیب ہے۔ یہ ایک مومن کی زندگی کے اہداف اور اس کی ترجیحات ہیں جن کا بیان ان دعاؤں میں ہوا ہے۔ یہ کوئی نظری اور تصوراتی شے نہیں' یہ تو مجموعہ ہیں ایک مسلمان کی تمناؤں اور خواہشات کا---- اور یہ صرف الہامی ہدایت اور تعلیم نبویؐ ہی کا اعجاز ہے کہ وہ صرف قانون' ضابطہ' بیرونی نظام یا عقلی محمولات تک اپنی اصلاح و تعلیم کو محدود نہیں رکھتا بلکہ وہ انسان کی آرزوؤں اور تمناؤں' اس کے دل کی کیفیات اور نفس کی خواہشات تک کی تہذیب و تزئین بھی کرتا ہے تاکہ بندے کا ارادہ' اپنے رب کے ارادے سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہو جائے۔ اس کے اندر ایک متوازن شخصیت رونما ہو' یک رنگی اور یکسوئی سے اس کی پوری زندگی عبارت ہو اور اس طرح وہ خود اپنی فطرت' اس کائنات اور اپنے رب کی رضا سے ہم آہنگ ہو جائے۔ گویا اس کا نفس' نفس مطمئنہ بن جائے اور وہ اپنے رب کی طرف اس حال میں بڑھے کہ اس کا نیک انجام خود اس کا استقبال کرے---- وہ اپنے رب سے راضی اور اللہ اس سے راضی! (يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ○ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ○ الفجر ۸۹: ۲۷-۲۹)۔

اقبال نے "لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری" میں "دعا" اور "تمنا" کے اس تعلق کو بڑی خوب صورتی سے ہر مسلمان بچے اور بڑے کے دل و دماغ پر مرتسم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام کا مطلوب اور بندے کی معراج ہی یہ ہے کہ جو چیز مالک کو پسند ہے وہ بندے کی خواہش اور آرزو بن جائے۔ قرآن و سنت میں تعلیم کی گئی دعاؤں کا مقصد بھی یہی ہے کہ صرف ان کو رٹے رٹائے انداز میں زبان سے ادا نہ کر دیا جائے بلکہ ایمان اور احتساب کے ساتھ انھیں رب کے حضور اس طرح پیش کیا جائے کہ یہ قلب و نظر کا مطلوب بن جائیں۔ اقبال نے الہامی بصیرت کے ساتھ اس نکتہ کو پیش کیا ہے؎

تری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
مری دعا ہے تری آرزو بدل جائے

دعا کی معراج آرزو کا یہی انقلاب ہے!

قرآن و سنت میں تعلیم شدہ دعاؤں کا نہ یہاں احاطہ مطلوب ہے اور نہ یہ ممکن ہی ہے۔ یہ دعائیں تو نور و عرفان اور رشد و ہدایت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہیں جس سے انسانیت ہمیشہ آب حیات حاصل کرتی رہے گی۔ یہ ایک ایسا منبع ہیں جن سے زندگی کی تہذیب و تزئین کرنے والے چشمے تاقیامت ابلتے رہیں گے۔ یہاں پیش نظر صرف چند دعاؤں پر تدبر کی نگاہ ڈالنا ہے تاکہ غور و فکر کے یہ گوشے خود ہماری رہنمائی کا ذریعہ بنیں اور دوسروں کے لیے بھی ان میں تدبر و تفکر کے کچھ پہلو نمایاں ہوں۔

دعا کا سب سے اہم پہلو رب سے تعلق ہے۔ جتنا یہ تعلق گہرا ہو گا اتنا ہی انسان کے قدم مضبوط ہوں گے۔ اسلامی تصور حیات کا امتیازی پہلو اس حقیقت کو دو اور دو چار کی طرح واضح کر دیتا ہے کہ رب' رب ہے اور بندہ' بندہ اور ان کے درمیان رشتہ' رشتہ عبودیت ہے۔ انسان کی معراج بندگی میں ہے' خدائی کی نقالی میں نہیں۔ رب ایک اور صرف ایک ہے جو خالق' مالک' آقا اور قادر مطلق ہے--- باقی سب مخلوق ہے۔ رب کے علاوہ کسی کو خدائی کا کوئی ادنیٰ سا بھی اختیار حاصل نہیں۔ تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں اور باہم مساوی اور برابر--- ایک ہی قانون کے تابع! ایک ہی حاکم کی رعیت! انسان پر سے انسان کی حاکمیت اور خدائی کو ختم کر کے' اور صرف ایک خدا کے سامنے سب کو جواب دہ کر کے اسلام نے انسان کو حقیقی آزادی اور عزت نفس سے روشناس کیا (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اے رب' ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ الفاتحہ ۱:۴)۔ یہ آیت کریمہ دعا کی اساس اور بنیاد اور بندوں سے بے نیاز اور صرف اللہ کا دامن تھامنے والے انسان کے لیے آزادی اور شرف کا اعلیٰ ترین چارٹر ہے۔ اسی حقیقت کا اظہار اقبال نے اسی طرح کیا ہے ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

صرف اللہ ہی نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہے اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ کوئی انسان' خواہ اس کا کیسا ہی رتبہ ہو' حتیٰ کہ اللہ کے انبیا اور رسول بھی اپنی تمام تر بزرگی اور روشنی کے باوجود' خدائی میں شریک نہیں۔ سب بندے ہیں اور اس پہلو سے برابر--- صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد پر ایک کو دوسرے پر فوقیت حاصل ہو سکتی ہے' کسی اور بنیاد پر نہیں۔ انسانیت اور شرف کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز انبیا و رسل بھی روشنی کا مینار اس لیے ہیں کہ رب نے انھیں منتخب کیا' اس مقام پر مامور فرمایا' اور اپنی حفاظت میں لے کر ان کو دوسروں کے لیے نمونہ بنایا۔

رب سے تعلق' اس پر اعتماد اور بھروسا' اس سے مناجات اور التجا' اس کے دامن کو تھامنا اور اس

سے مانگنا، تقویٰ کا راستہ ہے۔ ماثور دعاؤں میں سب سے اہم اور نمایاں چیز یہی تعلق باللہ ہے۔ رب کے آگے عاجزی اور درماندگی ہی وہ راستہ ہے جس سے بندہ رب سے قریب ہوتا ہے، روحانی بلندیوں اور رفعتوں کو چھو سکتا ہے، اور رب کے الطاف و اکرام کا مستحق بنتا ہے۔ کسی انسان یا کسی دوسری مخلوق کے آگے جھکنا اور ہاتھ پھیلانا، شرک کی ایک شکل ہے۔ انسان کے لیے جائز صرف اپنے رب کے آگے ہاتھ پھیلانا اور اس سے مدد اور استعانت طلب کرنا ہے۔ اللہ کے وفادار بندوں کا یہی طریقہ اور وطیرہ ہے۔ صبح و شام، اٹھتے بیٹھتے، کام کرتے یا آرام کرتے، نیند یا بیداری، ہر حالت میں وہ صرف اپنے رب کو پکارتے ہیں اور جو بھی مانگتے ہیں--- بڑی سے بڑی چیز سے لے کر چھوٹی سے چھوٹی چیز تک--- وہ صرف اپنے رب ہی سے مانگتے ہیں اور ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس طرح دعا دراصل وہ طرز زندگی ہے جس میں بندہ ہر دم اپنے مالک سے جڑا رہتا ہے جس طرح اللہ ہر لمحے انسان کے ساتھ ہے (وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ الحدید ۵۷:۴)، اسی طرح دعا اور ذکر کے ذریعے بندہ بھی شعوری طور پر مسلسل رب کی معیت میں رہتا ہے اور پھر وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کا ذکر اس حدیث قدسی میں ہے:

وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً (بخاری و مسلم) اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں، وہ اگر میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں، اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف کئی ہاتھ بڑھتا ہوں، اور اگر وہ میرے پاس پیدل چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر جاتا ہوں۔

زندگی کی جو ترجیحات ماثور دعاؤں سے سامنے آتی ہیں ان میں سب سے اولیں ترجیح رب کی یاد، اس کی قربت، اس کے آگے گڑگڑانا، اس کی عظمت و قدرت کا اعتراف، اپنے عجز و انکسار کا اظہار، اور اس سے اور صرف اس سے امید لگانا اور مدد حاصل کرنا ہے۔ اس کا ایک منطقی تقاضا دنیا طلبی کی جگہ رب کی رضا کی طلب اور دنیا طلبی کے مقابلے میں جنت اور اخروی زندگی کی کامیابی کی تمنا اور خواہش ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ جنت کی خواہش یہ بھی رب کی طلب ہی کا ایک پہلو ہے۔ جنت کی یہ طلب اس لیے ہے کہ یہ مالک کی رضا کا ایک مظہر ہے۔ اصل مطلوب تو آقا کی رضا ہے، اس کے دیدار کی تمنا ہے، اس کی خوشنودی کی خواہش ہے۔ جنت اس کی رضا طلب کرنے والوں کا مسکن ہے، اس لیے جنت کی طلب بندے کی آرزو اور کوشش ہے۔ دیکھیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے کس طرح مانگتے ہیں اور ہمیں مانگنے کی

تعلیم دیتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ (بخاری)۔ میرے اللہ! تو تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ جتنا بس میں ہے تجھ سے عہدوپیمان پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں' جو کچھ کیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں' اپنے اوپر تیری (بے پناہ) نعمتوں کا اعتراف ہے اور ساتھ ہی اپنے گناہوں کا اقرار۔ بس تو مجھے بخش دے--- تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔

ہر دعا میں رب سے تعلق کی یہی کیفیت مطلوب و مقصود ہے اور یہی اسلامی سیرت و کردار کا طرہ امتیاز ہے۔ ناکامی ہو یا کامیابی و کامرانی' ہزیمت ہو یا فتح و نصرت--- ہر موقع پر بندے کو رب سے اسی شان عبودیت کے ساتھ مخاطب ہونے کی تعلیم ہے۔ اس کا سب سے مسحور کن نمونہ اگر ایک طرف حضورؐ کی وہ دعا ہے جو طائف کے دل گداز اور ہمت شکن تجربے کے بعد زخمی بدن کے ساتھ آپؐ نے کی تو دوسری طرف یہی کیفیت' سوز اور عبودیت اس دعا میں ہے جو حجتہ الوداع کے موقع پر رسالت کے مشن کی تکمیل کے پرسرور موقع پر بندہ رب کے حضور کرتا ہے۔ طائف کی دعا میں حضورؐ کی کیفیت دیدنی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ رَبِّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ اِلٰی مَنْ تَكِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ اَوْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّكْتَهٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَكُنْ بِكَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَكَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ یَحُلَّ بِیْ غَضَبُكَ اَوْ یَنْزِلَ عَلَیَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِكَ' الٰہی' اپنی کمزوری' بے سروسامانی اور لوگوں کی تحقیر کے بابت تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں۔ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے' درماندہ اور عاجزوں کا مالک تو ہی ہے' اور میرا مالک بھی تو ہی ہے۔ مجھے کس کے سپرد کیا جاتا ہے؟ کیا بیگانہ' ترش رو کے یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے۔ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں' لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے سب تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دنیا و دین کے کام اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری ناراضی مجھ پر وارد ہو۔ مجھے تیری ہی رضامندی اور خوشنودی درکار ہے اور نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔

زندگی کے سب سے سخت اور جاں گسل لمحات میں مالک سے جو التجا ہے' کامیابی اور رفعت کے اعلیٰ ترین موقع پر بھی وہی انکسار' فروتنی' مناجات اور طلب رحمت ہے۔ عرفات کے میدان میں آخری حج کے

موقع پر ایک لاکھ سے زیادہ جاں نثاروں کے مجمع میں ابلاغ حق کی شہادت کے ساتھ آقا اور مالک سے گریہ و زاری کی کیفیت دیکھیے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَآءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ دُعَآءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَآئِکَ شَقِیًّا وَکُنْ لِیْ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ یَاخَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَاخَیْرَ الْمُعْطِیْنَ اے اللہ! تو میری بات کو سن رہا ہے، اور تو میرا مقام اور حالت دیکھ رہا ہے اور میرے چھپے اور کھلے سب کو جانتا ہے، تجھ سے میری کوئی چیز چھپی نہیں۔ میں مصیبت زدہ ہوں، محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ کا طلب گار ہوں، ڈرنے والا ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، اعتراف کرتا ہوں، میں تجھ سے مانگتا ہوں، جیسے بے کس مانگتا ہے اور میں تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں جیسے گناہ گار اور ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے اور میں تجھ کو پکارتا ہوں جیسے خوف زدہ، آفت رسیدہ پکارتا ہے، ایسے شخص کی پکار جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہے اور جس کے آنسو تیرے سامنے بہہ رہے ہیں، جس کا تن بدن تیرے آگے بچھا ہوا ہے اور جو اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہے، اے اللہ! تو ایسا نہ کر کہ تجھ سے مانگوں اور پھر بھی محروم رہوں، تو میرے حق میں بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا بن جا، اے جن سے مانگا جاتا ہے ان میں سب سے بہتر، اے سب دینے والوں سے بہتر۔

اللہ کے مخلص بندوں کی سب سے عزیز طلب اور آرزو، رب سے یہی تعلق ہے۔ ان کے شب و روز کا محبوب مشغلہ اپنے مالک کی کبریائی کا بیان، اپنی عبدیت کے اقرار کا اعلان اور اس کی محبت اور شفقت کی طلب ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَمَا لِیْ وَاَھْلِیْ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (ترمذی)، اے اللہ! میں تیری محبت مانگتا ہوں اور تیرے چاہنے والوں کی محبت کا طالب ہوں اور اس عمل کا طالب ہوں جو تیری محبت تک مجھے لے جائے۔ الٰہی! تو اپنی محبت، جان و مال اور اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ مجھے عطا فرما۔

رب سے قرب اور اس کی خوشنودی کی طلب ہی کا ایک پہلو جس طرح جنت کی آرزو اور جہنم کا خوف ہے اسی طرح اس کا ایک دوسرا پہلو ہدایت کی طلب، انبیا، صدیقین اور شہدا کی معیت کی خواہش، شیطان کے وساوس سے پناہ اور نفس کی آفات سے نفرت ہے۔ دنیا میں انسان کی سب سے بڑی ضرورت

ہدایت اور صراط مستقیم ہے۔ بلاشبہ زندگی، توانائی، صحت، رزق سب مطلوب ہیں لیکن ہدایت اور صراط مستقیم ان سب سے زیادہ ضروری اور ہر دوسری ضرورت پر حاوی ہے۔ جسم و جاں کے رشتے کو باقی رکھنے کے لیے جو کچھ درکار ہے وہ بطور ذریعہ مطلوب ہے تاکہ اصل مقصد یعنی اللہ کی عبادت ممکن ہو سکے۔ بندگی کے راستے کی تفصیلات جاننے کا ذریعہ یہی ہدایت اور صراط مستقیم ہے۔ اس لیے ہدایت اور رہنمائی کی طلب، دعا کا ایک مرکزی موضوع ہے جس کا مختصر مگر جامع ترین اظہار خود سورۃ الفاتحہ میں ہے جس کی تلاوت نماز کی ہر رکعت میں ضروری ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○ (الفاتحۃ ۱: ۵-۷) اے رب! ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، جو معتوب نہیں جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔

اس ہدایت کی طلب اور اس پر استقامت کا درس یوں دیا گیا:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ج اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ○ (اٰل عمرٰن ۳:۸) اے پروردگار، ہمارے دلوں کو ہدایت بخشنے کے بعد کج نہ کرنا اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخش، تو نہایت بخشنے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃِ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ (ترمذی، احمد، نسائی) اے اللہ، میں تجھ سے امرحق پر جمنے کی توفیق مانگتا ہوں اور میں تجھ سے راست روی میں پختگی کی دعا مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق چاہتا ہوں۔ تیرے حضور بہترین عبادت کی توفیق چاہتا ہوں اور تجھ سے سچ بولنے والی زبان اور پاک و صاف دل کی درخواست کرتا ہوں۔ اور تجھ سے اس بھلائی کی درخواست کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہو اور اس برائی سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتا ہوں جسے تو جانتا ہے۔ اور اس گناہ سے عفوودرگزر کی تجھ سے درخواست کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہو۔

اس ہدایت کا شوق قرآن کو حرز جان بنانے کا داعیہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَائُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَلَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَہٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِ سْتَاْثَرْتَ بِہٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجِلَاَ حُزْنِیْ وَذَھَابَ ھَمِّیْ (طبرانی، عن ابن مسعود)، اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، ہمہ تن تیرے قبضہ میں ہوں۔ نافذ ہے میرے بارے میں تیرا حکم اور عین

عدل ہے میرے باب میں تیرا فیصلہ۔ میں تجھے ہر اسم کے واسطے سے جس سے تو نے اپنی ذات کو متصف کیا ہے، یا اس کو اپنی کتاب میں اتارا ہے، یا اسے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے، یا اپنے پاس اسے غیب ہی میں رہنے دیا ہے، درخواست کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، میری آنکھ کا نور، میرے علم کی کشایش اور میری تشویش کا دافع بنا دے۔

رب سے قرب اور محبت، ہدایت کی طلب اور اس پر استقامت، عبادت کی توفیق اور اس کی حفاظت، قرآن سے شغف اور اس کو دل کی بہار اور آنکھوں کا نور بنانے کی خواہش، پاک دل، سچی زبان اور راست روی کی تمنا---- یہ ہے وہ داستان آرزو جس سے ایک مومن کی زندگی عبارت ہے اور جس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش اس کی متاع زیست ہے۔

ان دعاؤں میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ایک بڑا حسین اور متوازن نمونہ نظر آتا ہے۔ ان میں کلیدی نوعیت کی صفات محمودہ اور صفات مذمومہ کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ ان میں اللہ کے وفادار بندوں اور بندیوں کی سیرت کے سارے نقوش دیکھے جا سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس مسلم معاشرے اور ریاست کی اخلاقی، معاشی، سماجی، سیاسی اور بین الاقوامی پالیسیوں کے خدوخال بھی ان میں موجود ہیں۔ ضرورت صرف ان کے معانی اور مضمرات پر غور کرنے اور خود اپنی زندگیوں میں ان کے پرتو دیکھنے کی سعی و جہد کی ہے۔ دیکھیے کس طرح حسنات دنیا اور حسنات آخرت کو بیک وقت حاصل کرنے اور زندگی کو طیبات سے معمور کرنے، اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے، ظلم اور ناانصافی، غربت و افلاس اور شہوت اور حق تلفی سے بچنے اور ان کے مقابلے میں انصاف، خیرخواہی، ایثار، باہمی تعاون، اشتراک عمل، خیر کی تلقین اور بدی سے ٹکراؤ اور نجات کا راستہ مومن کے لیے پسند کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ دعائیں فرد اور معاشرے کی ترجیحات اور آرزوؤں کی صورت گر ہوں تو دیکھیے کیسے انسان اور کیسا معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ اسلام زندگی کے لیے کیا اور کیسا پروگرام دیتا ہے؟ ان دعاؤں پر بصیرت کی نگاہ ڈالنے سے اور ان میں زندگی کا پورا پروگرام اور انفرادی زندگی اور اجتماعی پالیسی کے سارے خدوخال صاف نظر آ جاتے ہیں۔ یہ ایک آئینہ ہیں جس میں اسلامی زندگی کی پوری تصویر دیکھی جا سکتی ہے۔ ذرا ان دعاؤں پر غور کریں:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (البقرہ ۲:۲۰۱) اے ہمارے رب، عطا فرما ہمیں دنیا میں بھی اچھائی اور بھلائی اور آخرت میں بھی اچھائی اور بھلائی اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ایسی ہی دعا کی تھی:

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ○ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ط (سورۃ الاعراف ۷ : ۱۵۵) اے اللہ، تو ہی ہے ہمارا سرپرست، سو بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔

علم کے لیے جو ہر ترقی کی کنجی ہے یوں دعا کی تعلیم دی:

رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ○ (سورہ طٰہٰ ۲۰ : ۱۱۴) اے میرے رب، زیادہ کر میرا علم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و دنیا کے لیے جامع دعاؤں کی تعلیم فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ (مسلم، عن ابوہریرہؓ) اے اللہ! میرا دین درست رکھ جو میرے حق میں بچاؤ ہے، اور میری دنیا درست رکھ جس میں میری معاش ہے اور میری آخرت درست رکھ جہاں مجھے لوٹنا ہے، اور زندگی کو میرے حق میں بھلائی و ترقی اور موت کو میرے حق میں ہر برائی سے امن بنا دے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَاسْئَلُكَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظْرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ (مستدرک، عن عامر بن یاسرؓ) اے اللہ! میں تجھ سے ایسی نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو اور ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک جو جاتی نہ رہے، اور میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے حکم (تکوینی) پر رضامند رہنا اور موت کے بعد خوش عیشی اور تیرے دیدار کی لذت اور تیرے دیدار کا شوق۔

دین اور دنیا کا حسین امتزاج، صحت و تندرستی اور ایمان اور حسن اخلاق کی طلب میں دیکھا جا سکتا ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ صِحَّةً فِيْ اِيْمَانٍ وَاِيْمَانًا فِيْ حُسْنِ خُلُقٍ (مستدرک، عن ابی ہریرہؓ) اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تندرستی ایمان کے ساتھ اور ایمان حسن اخلاق کے ساتھ۔

ایک دوسری دعا میں ہے:

وَاَسْئَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيْمًا وَّخُلُقًا مُسْتَقِيْمًا (ترمذی) تجھ سے مانگتا ہوں سچی زبان اور قلب سلیم اور اخلاق صحیح۔

ظاہر اور باطن دونوں کی اصلاح کے لیے مومن مضطرب رہتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً (ترمذی، عن عمرؓ) اے میرے اللہ! باطن کو میرے ظاہر سے بہتر کر دے اور میرے ظاہر کو صالح بنا دے۔

اس کی مزید تفصیل اس دعا میں ملاحظہ فرمائیے:

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ (کنز الاعمال) اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے۔

دین اور دنیا، گھر اور مال میں سلامتی اور عیوب اور نقائص کی پردہ داری کی دعائیں سکھائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَهْلِیْ وَمَا لِیْ ۔ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنَ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَمِنْ تَحْتِیْ وَاَعُوْذُبِكَ بِعَظْمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ (احمد، ابوداود) اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت و سلامتی کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے معافی کا خواستگار ہوں اور اپنے دین، اپنی دنیا اور اپنے گھر والوں اور اپنے مال کی سلامتی کا طالب ہوں۔ اے اللہ! میرے عیوب اور نقائص کو چھپا اور مجھے اپنے اندیشوں سے مامون و محفوظ کر دے۔ اے اللہ! تو میری حفاظت فرما میرے سامنے سے اور میرے پیچھے سے، میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے، میرے اوپر سے اور میرے نیچے سے، اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔

اولاد صالح اور اہل خانہ کے لیے یہ دعائیں سکھائیں:

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○ (آل عمرٰن ۳: ۳۸) اے میرے مالک، مجھے عطا کر اپنی قدرت خاص سے پاکیزہ اولاد۔ بے شک تو ہی ہے ہر ایک کی دعا سننے والا۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ○ (الفرقان ۲۵: ۷۴) اے ہمارے رب، عطا فرما تو ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہمیں متقیوں میں سے سب سے آگے۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ (الصّٰفّٰت ۳۷: ۱۰۰) اے میرے رب، عطا فرما تو مجھے (اولاد جو) صالحین میں سے ہو۔

کفر، فقر، عاجزی، سستی، بزدلی، بخل اور ایسے ہی دوسرے برے حالات سے بچنے اور فراخی رزق، قرض سے نجات اور کبرسنی کی مشکلات سے بچنے کی دعائیں سکھائیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ، اے اللہ، میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے۔ اے اللہ، میں تیری پناہ مانگتا ہوں، جھگڑے فساد اور دو رخی اور بد خلقی سے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اے اللہ، میں تیری پناہ مانگتا ہوں کفر اور محتاجی سے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْکُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالسُّمْعَۃِ وَالرِّیَاءِ ، اے اللہ، میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی و درماندگی، سستی، بزدلی اور بخل سے، اور پناہ مانگتا ہوں کفر سے، گناہ سے، جھگڑے سے، شہرت کی خواہش سے اور دکھاوے سے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا وَاسِعًا حَلَالاً طَیِّبًا، اے اللہ، میں تجھ سے رزق حلال و طیب اور رزق کی فراخی و وسعت کی دعا مانگتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَسِعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ، اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور مجھے میرے گھر میں وسعت دے اور مجھے میرے رزق میں برکت دے۔

نیز فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِکَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمْرِیْ، اے اللہ، میری سب سے زیادہ کشادہ روزی میرے بڑھاپے اور میرے خاتمہ کے وقت کر۔

وَاجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ آخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِیْمَہٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ فِیْہِ، میری عمر کا بہترین اس کا آخری حصہ کرنا، اور میرا بہترین عمل میرا آخر ترین عمل کرنا، اور میرا بہترین دن وہ کرنا جس دن میں تجھ سے ملوں۔

سفر میں بھی اس کی تمام نزاکتوں کا خیال رکھتے ہوئے یہ دعا تعلیم فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ، اے اللہ، ہم تجھ سے اپنے سفر میں نیکی اور تقویٰ اور تیری خوشنودی کے کام چاہتے ہیں۔ اے اللہ، ہم پر یہ سفر آسان کر دے اور زمین کا فاصلہ طے کر دے۔ اے اللہ، تو سفر میں رفیق اور گھر والوں میں نائب ہے، اے اللہ، سفر کی مشقت، ناگوار منظر اور مال و اہل میں بری واپسی سے پناہ چاہتا ہوں۔

حد یہ کہ انسان جب کسی نئی بستی میں داخل ہو تو اس کے لیے بھی ایسی دعا سکھائی جو مسلم معاشرے کی معاشی اور تمدنی پالیسی کے ساتھ ساتھ سیاسی حکمت عملی کی بنیاد بھی فراہم کرتی ہے۔

آپؐ پہلے تین بار فرماتے تھے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا، اے اللہ، اس بستی میں ہمارے لیے برکت کا سامان فرما۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا، اے اللہ، ہمیں اس کا رزق عطا فرما۔

پھر اس بستی کے لوگوں کے لیے دعا فرماتے:

وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا، حَبِّبْ صَالِحِی اَھْلِھَا اِلَیْنَا (طبرانی، عن ابن عمرؓ) اے اللہ، ہمیں اس کے رہنے والوں کی نگاہ میں محبوب کر دے اور اس کے باشندوں میں سے جو نیک ہوں ان کو ہماری نگاہ

میں محبوب بنا دے۔

شر نفس سے پناہ' دوسروں کو تکلیف دینے سے پناہ اور برے حکمرانوں سے پناہ بھی انھی دعاؤں کی تعلیم ہے۔

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْئٍ وَالْمَلٰئِکَةُ یَشْھَدُوْنَ اِنَّکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ فَاِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَشِرْکِہٖ وَاَنْ نَقْتَرِفَ سُوْءً اَوْ بِخَتُرَّهٗ عَلٰی مُسْلِمٍ' اے اللہ' آسمانوں اور زمینوں کے خالق' غیب و شہود کے جاننے والے' تو ہر چیز کا مالک ہے' اور فرشتے بھی شہادت دیتے ہیں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم تجھ سے اپنے نفس کی برائی سے اور شیطان رجیم کے شر اور شرکت سے پناہ چاہتے ہیں' اور اس سے کہ ہم اپنے حق میں کسی شر کا ارتکاب کریں یا کسی مسلمان تک پہنچائیں۔

ایک دوسری دعا کے الفاظ ہیں:

اَللّٰھُمَّ قِنِی شَرَّ نَفْسِیْ وَاعْزِلِیْ عَلٰی رُشْدِ اَمْرِیْ' اے اللہ' مجھے میرے نفس کی برائی سے محفوظ رکھ اور مجھے میرے امور کی اصلاح کی ہمت دے۔

ان دعاؤں میں فرد کی سیرت' معاشرے کے آداب' دنیا سے تعلق اور اس کے سنوارنے کے اصول اور نفس کے شر سے بچنے اور آخرت کے لیے دنیا کو زینہ اور وسیلہ بنانے کے اسلوب سکھائے گئے ہیں۔

وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا غَایَةَ رَغْبَتِنَا عَلَیْنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا' اور دنیا کو ہمارا مقصود اعظم نہ بنا' اور نہ ہماری معلومات کی انتہا' اور نہ ہماری رغبت کی منزل مقصود۔ اور ہم پر ایسے حاکم مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرتے ہوں۔

دعاؤں کے اس آئینے میں فرد اور معاشرے کی مطلوب کیفیات ہی کا منظر نہیں' ان میں حق و باطل کی کش مکش' انبیاے کرام کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی مجاہدانہ زندگی' ان کی باہمی الفت اور خدا کے باغیوں کے شر اور فساد کا مقابلہ کرنے کے لیے جان کی بازی لگا دینے کی کیفیات بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ مومن کی زندگی حق و باطل کی کش مکش سے عبارت ہے۔ وہ کفر اور طاغوت کے باب میں غیر جانب دار نہیں رہ سکتا۔ وہ نہ ظلم اور فساد کا ذریعہ بنتا ہے اور نہ ظلم و فساد سے سمجھوتہ کرتا ہے۔ وہ حق کا ساتھ دیتا ہے' انصاف کے لیے جدوجہد کرتا ہے' ظلم کا مقابلہ کرتا ہے اور فتنہ و فساد کا قلع قمع کرنے کے لیے جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ موت کی خواہش تو گناہ ہے لیکن غلبہ حق کی جدوجہد میں شرکت اور شہادت کی آرزو بھی عبادت ہے۔ مومن کی زندگی کے اس پہلو کی بھی پوری عکاسی ان دعاؤں میں ہوتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہیں۔ کیسی محرومی ہے کہ ان دعاؤں کی تلاوت ہوتی ہے' انھیں زبان

سے ادا کیا جاتا ہے، جمعہ کے خطبہ میں ان کی تذکیر ہوتی ہے لیکن جس جہاد زندگانی کی یہ دعوت دیتی ہیں اس کی کوئی خواہش اور تڑپ ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہوتی۔

دیکھیے اس پہلو سے دعائیں ہمیں کس طرز زندگی کی طرف بلا رہی ہیں:

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرہ ۲: ۲۵۰) اے ہمارے رب، ہم پر صبر کا فیضان کر، ہمارے قدم جما دے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ج وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ج وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ○ (النساء ۴: ۷۵) اے ہمارے رب، نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں اس کے باشندے اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ○ (الاعراف ۷: ۸۹) اے ہمارے رب، فیصلہ کر ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف کے ساتھ اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (یونس ۱۰: ۸۵-۸۶) اے ہمارے رب، نہ بنا تو ہم کو فتنہ ظالم لوگوں کے لیے، اور نجات دلا ہم کو اپنی مہربانی سے کافر لوگوں سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جو "قنوت نازلہ" کے طور پر پڑھی جاتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ - اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَآءَ كَ- اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِىْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ، اے اللہ، تو ہماری اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی مغفرت فرما، اور ان کے دلوں میں باہمی الفت و محبت پیدا فرما دے اور ان کے باہمی تعلقات درست فرما دے اور اپنے اور ان کے دشمنوں پر فتح عطا فرما۔ اے اللہ، ان کافروں پر جو تیرے راستے (دین) سے لوگوں کو روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے دوستوں (مسلمانوں) سے لڑتے ہیں، ان پر تو لعنت بھیج۔ اے اللہ، تو ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے اور ان کے قدموں کو ڈگمگا دے اور ان پر تو اپنا وہ عذاب نازل کر جو تو مجرم قوموں سے کبھی رد نہیں کرتا۔

حق و باطل کی کش مکش زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ اس کے بارے میں جمعہ کے خطبہ ثانی میں ہر مسجد و محراب سے یہ دعا ہوتی ہے لیکن اس میں مومن کی آرزوؤں اور تمناؤں اور سعی و جہد کے لیے جو پیغام ہے اس سے غفلت ایک سوالیہ نشان ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ۔ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ الْإِيْمَانِ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ' اے اللہ' اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرما۔ اے اللہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد کریں' تو ان کی مدد فرما' اور ہمیں ان میں سے کر دے۔ اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو رسوا کرتے ہیں' تو ان کو رسوا کر دے' اور ہم کو ان میں سے نہ کرنا۔ اے اللہ' ہم کو حق' حق دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق عنایت فرما' اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عنایت فرما۔ ہمیں اسلام پر ثابت قدم رکھ۔ ہمارے قلوب کو نور ایمان سے روشن کر دے۔ اے اللہ بخش دے تمام مومن مردوں اور عورتوں کو' زندہ ہوں یا وہ موت پا چکے ہوں۔

قرآن و سنت کی دعاؤں سے زندگی کا جو تصور اور اس کی ترجیحات اور اہداف کا جو نقشہ ابھرتا ہے' ہم نے اس کے چند نقوش اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمارا مقصد تمام موضوعات کا احاطہ کرنا نہیں' اصل مقصد صرف سوچنے کے ایک طریقے کی دعوت اور دعاؤں میں مضمر اس پیغام کی تلاش اور جستجو پیدا کرنا ہے جو اللہ کے سامنے یہ التجائیں کرنے سے دعا کرنے والوں میں فطری طور پر رونما ہونی چاہیے۔ ماثور دعاؤں کا مقصد محض چند الفاظ کو بغیر سمجھے ہوئے بار بار ادا کر لینا نہیں ہو سکتا۔ ان دعاؤں کو ہماری خواہش' آرزو اور تمنا ہی نہیں بلکہ عزم' ارادہ اور جدوجہد کا عنوان ہونا چاہیے۔ دعا جب حقیقی طلب بن جائے تو وہ قبولیت سے ہم کنار ہونے لگتی ہے۔ خواہش ہی نہیں کوشش ہماری ذمہ داری ہے اور تکمیل اور نصرت اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے (السعی منّا والاتمام من اللّٰہ تعالٰی)۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ دعا ایمان اور احتساب کے ساتھ کی جائے۔ بندہ' مالک کے آگے مکمل سپردگی کا راستہ اختیار کرے اور اپنی آرزوؤں کو آقا کی مرضی کے ہم رنگ کر لے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو پھر اجابت دعا کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اور کیفیت یہ ہوتی ہے ؂

مالک تری رضا رہے اور تُو ہی تُو رہے
باقی نہ میں رہوں' نہ میری آرزو رہے

(کتابچہ دستیاب ہے' منشورات' منصورہ' لاہور)